March, 1977

مسجد نور
علی پور سیداں شریف
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
نگران اعلیٰ
مقام اشاعت، کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہوں اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

#	Issue	#	Issue	#	Issue
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

یادگارِ اعلیٰ حضرت امیرِ ملّت مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

مقامِ اشاعت: دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور (کوٹ عثمان خاں)

فہرست

بدل اشتراک

سالانہ ۱۲ روپے
سرپرست حضرات سے ۱۰۰ ″
معاونین سے ۵۰ ″

فی کاپی
ایک روپیہ

جلد ۸
شمارہ ۷-۸
مارچ
اپریل سنہ ۱۹۷۷ء

[illegible]

کتابت
خوشخطی کالج - اردو بازار لاہور

ہم پہ ہو تیری رحمت جم جم صلی اللہ علیک وسلّم !

تیرے ثنا خواں عالم عالم صلی اللہ علیک وسلّم !

ہم ہیں تیرے نام کے لیوا اے دھرتی کے پانی دیوا

یہ دھرتی ہے برہم برہم صلی اللہ علیک وسلّم

دیکھ صدف سے موتی ٹپکے دیکھ حیا کے ساغر چمکے

سب کی آنکھیں پُرنم پُرنم صلی اللہ علیک وسلّم

قریہ قریہ بستی بستی دیکھ مجھے میں دیکھ رہا ہوں

نوحہ نوحہ ماتم ماتم صلّی اللہ علیک وسلّم

اے آقا اے سب کے آقا ارض وسما ہیں زخمی زخمی

ان زخموں پہ مرہم مرہم صلی اللہ علیک وسلّم

شورش کاشمیری

قارئین کرام کی خدمت میں

دل تو نہیں چاہتا کہ یارانِ طریقت یا قارئین رسالہ کی شکایت کروں اس لئے کہ ہمارے بعض بزرگ اس کو پسند نہیں کرتے لیکن کیا کیا جائے جب وقت یا حال مجبور کر دیتا ہے تو حرف شکایت زبان پر لائے بغیر چارہ بھی کوئی نہیں ہوتا اور جب شکایت سے کسی چیز کا جو گوارا نہیں ہے ازالہ ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ شکایت ناگزیر ہو جاتی ہے۔

سب حضرات پر روشن ہے کہ ماہنامہ .... انوار الصوفیہ (خدا اس کو رہتی دنیا تک زندہ رکھے اسلئے کہ یہ ہمارے شیخ اور پیر کا رسالہ ہے) آپ ہی اس کے بانی ہیں ۱۹۰۴ء میں شاہی مسجد کے عظیم الشان جلسہ میں جہاں متحدہ ہند کے علماء و مشائخ کا اجتماع تھا شجر تصوف کی آبیاری کے لئے اور عوام مغرب زدہ جوانوں کو جو صوفیوں کے طریق پر نکتہ چینی اور بے جا اعتراض کرتے تھے، جواب دینے کے لئے؛ اور جو تصوف کو شریعت سے الگ جانتے تھے، ان کی اصلاح کیلئے یہ رسالہ "انوار الصوفیہ" کے نام سے جاری کیا۔ کچھ عرصہ تک حضرت صاحب قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہ ہزاروں کی تعداد میں اپنے خرچ سے چھپواتے اور پڑھنے والوں میں مفت تقسیم کرتے رہے اور فرمایا کرتے کہ یہ میرا رسالہ ہے۔

اور پھر — یارانِ طریقت میں جو متمول اور ذی ثروت حضرات تھے ان کو ارشاد فرمایا کہ ہر ماہ تم سے ایک آدمی اپنے ذاتی خرچ پر چھپوائے اور مفت تقسیم کرے پھر اسکے بعد معمولی سالانہ چندہ پر رسالہ شائع ہوتا رہا۔

حضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کو رسالہ سے جو اُنس تھا، وہ محتاج بیان نہیں۔ آپ نے بار بار سالانہ عرس شریف کے اسٹیج پر اعلان فرمایا تھا کہ رسالہ انوار الصوفیہ فقیر کا رسالہ ہے۔ جس نے فقیر کو خوش کرنا ہے وہ رسالہ خریدے اور جو اَن پڑھ ہے وہ بھی اس کو خریدے اور کسی سے پڑھوا کر سُنے اور گھر میں رکھے، برکت ہوگی۔

اب رسالہ کی زبوں حالی کسی سے مخفی نہیں ہے زمانہ پہلے سے بمراحل بڑھ گیا ہے۔ اب ہر چیز میں زیب و زینت اور عمدگی اور اعلیٰ معیار تلاش کیا جاتا ہے۔ سادگی کو پسند نہیں کیا جاتا۔ پہلے زمانہ کی کتابیں رسائل و جرائد جس معیار پر چھپتے تھے اب اس سے کتابوں کے چھپنے لکھنے کا معیار کئی درجہ بڑھ گیا ہے اور اونچا ہو گیا ہے، اب وہی جریدہ اور رسالہ پسند کیا جاتا ہے جو اعلیٰ معیار کا حامل ہو۔ پاکستان میں اکثر دینی رسائل جو لیتھو پر چھپتے تھے، اب آفسٹ لکھائی چھپائی سے مزین ہونے لگے ہیں۔ ان کے پاس سرمایہ ہے۔ یا ان کے پڑھنے والوں کی تنظیم ہے۔ ان رسائل کے پیچھے امداد کا ہاتھ ہے۔ بڑے افسوس سے عرض

کروں گا کہ ہمارا رسالہ جو تمام رسالوں سے قدیم رسالہ ہے جس کی عمر سب رسالوں سے بڑی ہے اور جو عمر کے اعتبار سے سب رسالوں کا باپ ہے یا بزرگ رسالہ ہے اسکا ضعف دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے، اور چراغ سحری کی طرح ٹمٹما رہا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ چراغ جو پون صدی سے دین کی خدمت اور اس کی تبلیغ کرتا چلا آیا ہے، کہیں اچانک بجھ نہ جائے۔ اس کے زندہ رکھنے میں میں تنہا ہوں — میرا کوئی معاون نہیں ساتھی نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ علی پور شریف کے حضرات صاحبزادگان کی اگر خصوصی توجہات اور دعائیں شامل حال نہ ہوتیں تو نور و معرفت کی یہ شمع گل ہو جاتی۔

ماضی میں حضرت قبلہ ڈاکٹر اللہ دتا کنجاہی رحمۃ اللہ علیہ بذات خود رسالہ کی اپنے مریدین کی توجہ اس جانب مبذول کر کے بہت امداد فرمایا کرتے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ موصوف سب یاروں سے چندہ جمع کر کے حضرت مولانا امام الدین رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجدیتے تھے آپ کی رحلت کے بعد اب تک ان کی اس سنت پر عمل کیا جا رہا ہے۔ جناب مولانا کیپٹن محمد امین صاحب مدظلہ سجادہ نشین آستانہ نقشبندیہ کنجاہ شریف رسالہ کی اشاعت کی طرف بہت توجہ فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ گذشتہ سال کنجاہ شریف میں ڈاکٹر صاحب کے سالانہ عرس شریف میں کھڑے ہو کر فرمایا تھا: جن کو اس آستانہ سے عقیدت ہے وہ رسالہ خریدیں اور علی پور شریف کے سالانہ عرس پر بھی آپ بڑی کوشش سے جتنے

یاران طریقت آپ کی قیادت و ارادت کی قید میں ہوتے ہیں ان سے چندہ وصول کرتے ہیں اور ایک معقول رقم جمع کر کے عطا کرتے ہیں لیکن اب قدرے ان میں بھی سستی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

گذشتہ برس علی پور شریف کے عرس میں کئی آدمیوں نے چندہ ادا نہیں کیا تھا، انھوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ گھر جا کر بھیجدیں گے مگر بار بار اطلاع دینے کے باوجود بھی انھوں نے چندہ نہیں بھیجا ہے۔ وہ خود جانتے ہیں کہ وہ کون کون ہیں جنکا سالانہ چندہ کئی مہینے ہوئے ختم ہو چکا ہے میں نے ان کو "سرخ نشان" سے بار بار یاد دہانی کرائی ہے مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب میرے پاس رسالہ چھپوانے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ قرض لے کر جوں توں کر کے رسالہ چھپواتا ہوں قریباً ایک ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہوں۔

ہائے افسوس! امداد کے لئے کوئی پیر یا مرید ہاتھ نہیں بڑھاتا۔ حضرت امیر ملت کا رسالہ ہو تو اسکا یہ ابتر حال ہو: بڑا افسوس ہے۔ یہ سوچ کر کہ شاید اس لئے کہ رسالہ کا معیار کتابت و طباعت حسین نہیں ہے ہمارے یاران طریقت اسکی سرپرستی کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ مارچ کے اس مہینہ سے اس کو آفسٹ طباعت پر لے آیا ہوں اور زیب و زینت میں بھی کوشش کی گئی ہے اب بھی اگر یاران طریقت مجھ سے تعاون نہ کریں تو آپ ہی سوچیں کہ میں کیا کروں۔

گوہر

جن کی طرف چندہ واجب الادا ہے!

محترم ــــــــــــــــــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

- جب آپ کو علم ہے کہ میرا چندہ اس ماہ .... سے ختم ہو گیا ہے تو سرخ نشان سے مطلع ہونے کے بعد اب تک آپ نے چندہ کیوں نہیں بھیجا
- جب آپ کو علم ہے کہ یہ رسالہ حضرت امیر ملت محدث علی پوری کا رسالہ ہے اور آپ ان کے مرید اور عقیدت مند ہیں تو پھر آپ چندہ ارسال کرنے میں کیوں دیر کرتے ہیں؟
- جب آپ اپنے پیر کی اس یادگار کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو پھر آپ اس کی امداد اور دستگیری کی طرف کیوں ہاتھ نہیں بڑھاتے ؟
- جب آپ یارانِ طریقت سے ہیں تو طریقت کی ترقی اور اشاعت جب رسالہ سے بطور احسن ہو سکتی ہے تو آپ کسی شکایت کے بہانہ سے رسالہ کی امداد سے کیوں گریز کرتے ہیں ؟

اس رسالہ کے ملنے کے بعد آپ کو چاہیئے کہ فوراً مبلغ بارہ روپے سالانہ چندہ ارسال کریں آپ کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اس ماہ سے ہم رسالہ کو آفسٹ کتابت وطباعت پر شائع کرنے کا عزم کر چکے ہیں، اب اس کی اشاعت کے اخراجات پہلے سے تین گنا زیادہ ہو گئے ہیں۔

اِس لئے

آپ کو چاہیئے کہ رسالہ کی امداد میں کوتاہی نہ کریں جہاں تک آپ کے امکان میں ہو وہاں تک اس کی سرپرستی کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے۔ آمین

طالبِ دعا: غلام رسول گوہر

جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن بھی ہے!

سید المرسلین ۔ شفیع المذنبین ۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور آپ کے ظہور و شہود پر اور آپ کی بعثت اور تشریف آوری پر مسرت و بہجت شادمانی اور خوشی کا اظہار کرنا اگر بطریق مباح ہو تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور مستحسن ہے اور رب تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے اپنے بندوں کو جو نعمتیں عطا فرمائیں اس پر خوش ہونا اور شکر ادا کرنا بالکل فطرت انسانیہ کے مطابق ہے ۔ اپنے امور و معاملات میں غور کریں کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش برسائے جبکہ زمین قحط زدہ اور خشک ہوگئی ہو ــــ فصلیں ناپید اور باغات و سبزہ زار اپنی بہار اور رونق کھو چکے ہوں تو کتنی خوشی ہوتی ہے ۔ اللہ تعالےٰ اپنی نوازش بے کراں سے بچہ عطا فرمائے تو والدین کو اور تمام گھر والوں کو کتنی خوشی ہوتی ہے اور جس طرح ان سے ہوسکتا ہے وہ خوشی کا اظہار کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو علم ہو کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو ولد کی نعمت سے نوازا ہے

علیٰ ھذا القیاس ہر نعمت جو ملتی ہے اس پر ہماری طبائع اظہار مسرت کرنے کے لئے مستعد اور مجبور ہوتی ہیں ۔ یہاں تک کہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے آدمی کے سانس میں جو ایک بار اندر جاتا ہے اور ایک بار باہر آتا ہے : دو نعمتیں شمار کر کے بتائی ہیں ، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ پس انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر سانس پر دو نعمتوں کا شکریہ ادا کرے ۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اللہ تعالےٰ کی ساری کائنات میں نعمتِ عظمیٰ ہیں اور یہ نعمت سب نعمتوں سے جو حضرتِ انسان کو اعلےٰ سے اعلیٰ میسر ہیں : اعلیٰ اور بہت بڑی نعمت ہے ــــ قرآن پاک میں جن آیات میں مثلاً وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا کے نعمت کا ذکر آیا ہے ۔

اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں تو جب چھوٹی چھوٹی نعمتوں پر خوشی مناتے ہیں تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود و نور پر اور آپ کے شہود و ظہور پر اور آپ کی بعثت و رحمت پر کیوں نہ خوشی منائیں ۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک میں فرمایا :

واما بنعمۃ ربك فحدث

اور لیکن اپنے رب کی نعمت کی تحدیث کر

یعنے اس کا ذکر کر اسکا اعلان کر ــــ اسکا چرچا کر ــــ اس کو بیان کر اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے جو نعمت دی ہے اسکا ذکر اور بیان کرنا : اس کے شکر میں داخل ہے ــــ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اوصاف

حمیدہ اور اخلاق و شمائل اور فضائل کو تفصیل و وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ میں اپنے فضائل فخر یہ بیان نہیں کرتا۔ بلکہ بحکم خدا شکریہ کے طور پر بیان کرتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے:

ومن لم یصبر علی بلائی ولم یستسلم علی نعمائی ولم یرض بحکمی فلیختر الٰہا سوائی۔

جس نے میری نازل کی ہوئی بلا پر صبر نہ کیا اور جو میری قضا کے آگے خم نہ ہوا اور جس نے میری نعمتوں پر شکر نہ کیا، اور میرے حکم سے راضی نہ ہوا۔ پس چاہیئے کہ وہ میرے سوا کوئی اور معبود اختیار کرے۔"

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صدیقین کی ولادت کا ذکر کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن ہے اور موجب ہزار ہا خیرات و برکات ہے۔

علماء حق کا فیصلہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک حالات جس جگہ پڑھے جائیں وہاں خیر و برکت نازل ہوتی ہے اور سننے والوں کا ایمان اس سے تازہ ہوتا ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ذکر مبارک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محافل و مجالس میں صرف ذکر ولادت ہی پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ آپ کے حالات زندگی اور صوری و معنوی محاسن کو بھی بیان کیا جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت کی جو مقرون بالاتباع ہو ترغیب دی جائے اور اس ضمن میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا لوگوں کو حکم دیا جائے: کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت کا ثبوت اس طرح دیں کہ وہ اللہ کے فرائض کو ادا کریں۔ اوامر بجا لائیں اور نواہی سے اجتناب کریں اور کوئی کام بھی خلاف سنت رسول نہ کریں۔

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب **مولد خیر خلق اللہ** میں محفل میلاد کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے ایک واقعہ لکھا ہے کہ بصرہ میں ایک آدمی تھا جو بڑا متقی تھا اور ہر سال اپنے گھر میں محفل میلاد کرتا تھا اور حسب مقدور وہ اپنی حیثیت سے خرچ کر سکتا تھا بے دریغ خرچ کرتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک یہودی کا مکان تھا۔ اس کی بیوی نے اپنے شوہر سے پوچھا کہ ہمارا مسلمان پڑوسی ہر سال اپنے گھر میں ایک مجلس منعقد کرتا ہے اور اس پر بہت خرچ کرتا ہے۔ وہ ایسا کیوں کرتا ہے یہودی نے کہا: یہ دن ان کے نبی **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دن ہے اس لئے وہ اس دن بہت خوشی کرتا ہے۔ عورت نے کہا: اگر یہ بات ہے تو میں بھی اپنے گھر میں محفل میلاد منعقد کروں گی تاکہ اپنے پڑوسی کی خوشی میں ہم بھی شریک ہو جائیں۔ تورات میں یہی آیا ہے کہ پڑوسی کا حق ادا کرنا بہت بڑا نیک کام ہے۔ رات کو جب وہ عورت سو گئی تو وہ کیا دیکھتی ہے کہ ایک نوجوان نہایت خوب صورت بڑے وقار و تمکنت سے آیا، اور

اس عورت کو کہا: پڑھ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ عورت کو مجال انکار نہ ہوئی فوراً یہ کلمہ پڑھا۔

وہ خوبصورت نوجوان جب جانے لگا تو اس نے عرض کی: حضور اتنا تو بتاتے جائیے کہ آپ کا کیا نام ہے اور کیا مقام ہے! — آپ نے فرمایا میرا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اور میرا مقام یہ ہے کہ میں رسول اللہ اور حبیب اللہ ہوں۔ میں مدینہ منورہ سے آیا ہوں تاکہ قبل اس کے کہ تو محفل میلاد منعقد کرے تجھ کو مسلمان بنا دوں، اس لئے کہ کافروں کی کوئی نیکی قبول نہیں ہوتی۔ عورت نے عرض کی: حضور! میں سو جان سے قربان جاؤں آپ میرے شوہر کو بھی مسلمان بنائیں آپ نے فرمایا: فکر نہ کر کہ پہلے ہم نے اس کو مسلمان بنایا ہے اور پھر تیرے پاس تجھ کو مسلمان بنانے کے لئے آئے ہیں۔

صبح کو جب عورت بیدار ہوئی تو اس کی زبان پر کلمۂ شہادت جاری تھا اور جب اس کا شوہر بیدار ہوا تو وہ بھی یہ کلمہ پڑھ رہا تھا۔ عورت نے کہا: تجھ کو یہ کلمہ کس نے پڑھایا ہے۔ شوہر نے کہا: جس نے تجھ کو پڑھایا ہے — وہی مجھ کو پڑھا گیا ہے۔

دیکھ لیجئے کہ محفل میلاد کی کتنی برکت ہے — کہ ایک یہودی گھرانا اس کا صدقہ دولتِ ایمان سے کس طرح مالا مال ہو گیا کہ دنیا بھی سنور گئی اور عاقبت کے لئے بھی انعامات کا سامان ہو گیا۔

■ ■ ■

درود شریف پڑھنے کے مواقع

۱۔ جب حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی لے یا سُنے تو آپ پر درود شریف پڑھے آپ نے فرمایا اس شخص کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا۔

۲۔ جمعہ کے دن بہت درود شریف پڑھیں۔ اسکی احادیث میں بڑی فضیلت آئی ہے۔

۳۔ جب مسجد میں داخل ہو تو درود شریف پڑھے، اور جب نکلے تو بھی درود شریف پڑھے۔

۴۔ جنائز پر درود شریف پڑھیں یعنی جب میت کی نماز جنازہ پڑھیں تو اس میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھیں

۵۔ درود شریف کے مواطن اور جگہوں سے یہ بھی ہے کہ کوئی خط یا چِٹھی لکھنے اور اس کے ختم کرنے کے وقت درود شریف پڑھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے مجھ پر کتاب میں درود شریف لکھ کر پڑھا جب تک وہ تحریر موجود رہے گی تب تک ملائکہ اس پر اس کے لئے بخشش مانگتے رہیں گے۔

۶۔ اذان کے وقت درود شریف پڑھنا چاہیے یعنی اذان سنکر پہلے درود شریف پڑھیں۔

سلام بحضور خیر الانام

خاتم مرسلاں تم پہ لاکھوں سلام
نازش دو جہاں تم پہ لاکھوں سلام
دونوں عالم کی جاں تم پہ لاکھوں سلام
قبلۂ عرشیاں تم پہ لاکھوں سلام
کعبۂ انس و جاں تم پہ لاکھوں سلام
کل کے روح رواں تم پہ لاکھوں سلام
راحت عاشقاں، تم پہ لاکھوں سلام
رحمت جاوداں، تم پہ لاکھوں سلام
شافع عاصیاں، تم پہ لاکھوں سلام
حامئ بے کساں، تم پہ لاکھوں سلام
حق تمہارا بیاں تم پہ لاکھوں سلام
تم خدا کی زباں تم پہ لاکھوں سلام

مولانا الحاج صاحبزادہ پیر سید منور حسین شاہ صاحب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جب اللہ ہی اللہ تھا اس کے ساتھ کوئی اور نہیں تھا۔ کائنات و موجودات سے کچھ بھی نہیں تھا۔ ملکوت و جبروت کی عظمتوں اور جلال و کبریائی کی رفعتوں اور سطوتوں کے ساتھ صرف اسی کا ظہور تھا اسی کی نمود تھی۔ پھر جب اس نے چاہا کہ اپنے اسماء و صفات کی جلوہ گری اور اپنے حسن ازلی کی نقاب کشائی کے لئے مخلوق کو پیدا کرے تو اس نے زمین و آسمان کو بلکہ ہر شئی کو لباسِ وجود و خلق پہنانے سے قبل حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ

اول ما خلق اللہ نوری من نورہ یا جابر

اے جابر سب سے اوّل جو چیز
اللہ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے

جس کو اس نے نور سے پیدا کیا۔ جب اللہ نے اپنے پیارے محبوب کا نور پیدا فرمایا تو اس صورت پہ پیدا فرمایا جو صورت آپ کی عالم دنیا میں تھی۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ نور محض تھا۔ اور یہاں عالم شہادت یا عالم امکان میں وہ نور بشریت سے جمع ہوا کر اس کے سبب سے آپ کی بشریت بھی نور مجسم ہوگئی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کا سایہ نہیں دیکھا گیا آپ کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھی۔ آپ کے جسم اور آپ کے پسینے سے خوشبو مہکتی تھی۔ اور آپ کے رخسار میں جو چیز سامنے ہوتی اس کا عکس اور یہ تو دیکھا جاتا۔ اور جب آپ ہنستے تو دانتوں سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ آپ کئی کئی دن رات کو افطار کئے بغیر روزہ رکھتے تھے اور جسم پر اضمحلال وضعف کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے جب آپ کا نور پیدا فرمایا تو اس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو میرا برگزیدہ اور سب سے افضل اور چُنا ہوا بندہ ہے تو میرا نور ہے تیرے پاس میری ہدایت اور معرفت کے خزانے ہیں۔ زمین و آسمان، نشیب و فراز، جن و انس، دشت و جبل و حوش و طیور سورج اور چاند، جنت اور نار جو کچھ بھی ہے وہ سب کچھ اس لئے پیدا کیا ہے کہ میرے نزدیک تیرا ہونا مقدر تھا۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اس نور کو اپنے غیب الغیب کے حجابات میں مخفی کیا اور تمام جہانوں کو پیدا فرمایا اور اپنے پیارے محبوب کے نور کو اپنی توحید کے

نور سے ہمکنار کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو کس چیز سے پیدا فرمایا ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا اے علی جو تو نے مجھ سے سوال کیا ہے یہی سوال میں نے اپنے رب سے کیا تھا۔

اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں فرمایا اے محبوب! مجھ کو اپنی عزت وجلال کی قسم ہے۔ اگر تیرا پیدا ہونا مقصود نہ ہوتا تو میں زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ پھر میں نے عرض کی اے میرے رب! تو نے مجھ کو کس چیز سے پیدا کیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا میں نے اپنے نور سے جسکو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اس کی تعظیم اور اس کا شرف جتلانے کے لئے اس کی اضافت اپنی طرف کی، تجھ کو پیدا کیا۔ وہ نور جس سے میں نے تجھ کو پیدا کیا اس کو تین حصوں میں بانٹا۔ پہلی جز سے تجھ کو اور تیری اہل بیت کو پیدا کیا۔ اور دوسری جز سے تیری ازواج اور تیرے اصحاب کو پیدا کیا۔ اور تیسری جز سے تیرے محبوں اور دوستوں کو پیدا کیا۔ جب قیامت کا دن ہوگا یہ سب انوار اپنے نور کی طرف پھیر دوں گا اور ان سب کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کردوں گا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے جب اللہ نے چاہا کہ وہ آسمانوں کو بلند کرے تو اس نے اپنے نور سے ایک مٹھی بھر نور قبض کیا اور اس کو کہا کونی محمداً، تو ہو جا محمدؐ۔ اس نور نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت کو اختیار کیا۔ اس کے بعد اس نور کو جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت زیبا کا روپ اختیار کیا۔ آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پانچ سو سال قبل عرش کا طواف کرایا۔ آپ کا نور مبارک اللہ تعالےٰ کی حمد کرتا تھا اللہ تعالےٰ نے فرمایا تو میری حمد کرتا ہے، اسی وجہ سے میں نے تیرا نام محمد رکھا ہے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام کا نور پشت آدم میں رکھا گیا۔

علماء محققین وراسخین نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام کا نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے تخلیق فرمایا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جسد اطہر آدم علیہ السلام کی مٹی سے پیدا فرمایا۔

مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا روئے زمین سے حضورؐ کی قبر شریف کی جگہ سے ایک مٹھی بھر مٹی لاتے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک مٹھی بھر مٹی لے گئے۔ وہ مٹی بہت سفید تھی اور موتی کی طرح چمکتی تھی۔ آب تسنیم سے اس کو گوندا گیا۔ اس سے اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے حبیب کے جسد اطہر کو پیدا فرمایا۔ نزہۃ المجالس اور سیرت کی دیگر کتابوں میں آیا ہے کہ ملائکہ آدم علیہ السلام کی پشت کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ آدم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے اسکی وجہ دریافت کی تو بتایا گیا کہ اس کی

پشت میں جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور ہے ۔ وہ اس کی زیارت کرتے ہیں۔

پھر وہ نور آدم علیہ السلام کی استدعا سے آدم کی پیشانی میں دکھا گیا اور وہ آدم کی پیشانی میں ایک دائرے کی شکل میں چودھویں کے چاند کیطرح چمکتا تھا اور ملائکہ آدم کے سامنے صف میں باندھکر کھڑے ہوتے اور نور محمدی کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے تھے پھر آدم علیہ السلام کی استدعا سے آپ کا نور پیشانی سے منتقل ہوکر آدم کی انگشت شہادت میں آیا۔ جب آدم کی نگاہ نور پر پڑی تو اس کو آسمان کی طرف اٹھایا اور پڑھا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

عالموں نے کہا کہ تشہد کی اصل یہ واقعہ ہے

جب حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط زمین پر ہوا اور آدم وحوا ، دونوں جمع ہوتے اور حوا حضرت شیث علیہ السلام سے حاملہ ہوتیں تو وہ نور آدم سے منتقل ہوکر حوا میں آگیا ۔ اور جب شیث علیہ السلام جوان ہوئے تو حوا سے حضرت شیث علیہ السلام کی پشت میں آگیا ۔ یہاں یہ بات جاننے کے قابل ہے کہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرقات میں لکھا ہے کہ حوا ہر بطن میں دو دو بچے جنتی تھیں مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرافت و کرامت کی وجہ سے حضرت شیث علیہ السلام تنہا پیدا ہوئے ان کے ساتھ کوئی دوسرا بچہ پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے کہ آدم کے بعد حضرت شیث علیہ السلام ہی کو حضور علیہ الصلوٰۃ کا باپ ہونے کا شرف حاصل ہونا تھا۔

مشکوٰۃ میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھ کو اللہ تعالےٰ نے ہر زمانہ میں بہترین طبقات بنی آدم میں پشتوں اور رحموں کی طرف منتقل کیا ۔ یہاں تک کہ میں اپنے زمانہ میں پیدا ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے اسمٰعیل کی اولاد سے کنانہ کو چنا اور کنانہ سے قریش کو چنا اور قریش سے بنی ہاشم کو چنا اور بنی ہاشم سے مجھ کو چنا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف فرما ہوکر لوگوں کو کہا میں کون ہوں ، لوگوں نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا اس کے علاوہ میں محمد ابن عبداللہ ابن عبدالمطلب ہوں ۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو جو مخلوق بہتر تھی یعنی بنی آدم کی مخلوق ، مجھ کو اس سے پیدا کیا ۔ پھر بنی آدم کے دو فریق کئے جو بہتر فریق تھا مجھ کو اس سے پیدا کیا ۔ پھر فریق کو قبائل میں تقسیم کیا تو جو بہتر قبیلہ تھا مجھ کو اس میں پیدا کیا ۔ پھر ان کو بیوت کی طرف تقسیم کیا تو جو بہتر بیت تھا مجھ کو اس میں پیدا کیا ۔ تو میں ذات اور بیت کے اعتبار سے سب سے افضل ہوں ۔

عالی جناب حضرت الحاج مولانا صاحبزادہ سید علی احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی ——— سجادہ نشین قصور

فضائلِ

صلی اللہ علیہ وسلم

اس عنوان کے نیچے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بے حد و عد فضائل سے چند فضائل ذکر کروں گا۔ تاکہ اللہ تعالےٰ مجھے اور پڑھنے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے اور گناہوں کی مغفرت فرمائے

سب سے پہلے یہ جاننا چاہیئے کہ علماء کبار نے اپنی تصنیفات میں تکسیر کی بحث کر ہر چیز کی جسکو اللہ نے پیدا فرمایا انتہا و اختتام ہے مگر حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف و فضائل کی نہ حد ہے نہ عد علماء واصفین نے اپنی کتابوں میں اور علماء واعظین نے منابر پر جو کچھ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ عدیدہ اور فضائل کثیرہ بیان فرمائے ہیں وہ فضیلت کے بحر زخار اور سمندر بے کنار سے ایک قطرہ یا آسمان فضیلت کے ستاروں سے ایک ستارہ ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جہاں جمیع ایمانداروں کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اولیاء کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں اولیاء کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے شہدا کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور جہاں ان کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے صدیقوں کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں ان کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے۔ وہاں سے انبیاء کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے۔ اور جہاں ان کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے، وہاں سے رسل کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے — اور جہاں رسل کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اولوالعزم کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں ان کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے مصطفےٰ کے مقامات و مراتب کی ابتداء ہوتی ہے اور اس کی انتہا نہیں ہے جیساکہ کسی عارف نے کہا ہے

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ایک یہودی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تمہارے رسول کی شان کی حد کیا ہے۔ حضرت بلال نے فرمایا تیرا محبوب دنیا ہے تو اپنے محبوب کی شان کی حد بیان کر اس کے بعد میں تمہیں بتاؤں گا کہ خدا کے محبوب کی شان اور اسکی حد کیا ہے۔ یہودی نے کہا یہ تو میری قدرت میں نہیں کہ میں دنیا کی شان کو اس کی حد کے ساتھ بیان کروں تو آپ نے جواب دیا دنیا جو متاع قلیل ہے

اور جس کی قدر و منزلت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہے جب تو اس کی حد بیان کرنے سے عاجز ہے تو بھلا وہ ذات ستودہ صفات جنکی خاطر کون و امکان، زمین و زمان، جن و انس جنت و نار، نشیب و فراز، چاند سورج وغیرہ اللہ نے پیدا فرمائے اس کی شان کی حد کو بیان کرنے کی کس کو طاقت ہے؟ یہودی لاجواب ہوا اور اپنا سا منہ لیکر چلا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔ اور یہ بات نصوص سے ثابت ہے اور تمام مسلمان اہل سنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے

اس تمہید و مقدمہ کے بعد اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور موسےٰ علیہ السلام کی برنسبت خصائل مخصوصہ کا ذکر کرتا ہوں۔

کتاب التعرف بمذہب التصوف فارسی مطبوعہ نولکشور لکھنؤ کے صفحہ ۱۷۸ جلد ثانی میں لکھا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو قرآن پاک میں خلیفہ کہا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

یاداؤد انا جعلنٰك خلیفۃ فی الارض

(اے داؤد ہم نے تمکو زمین میں خلیفہ کیا)

حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنے اونچے مقام پر پہنچایا کہ آپ نے اللہ تعالےٰ کو اپنا خلیفہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہے کہ آپ دوستوں میں تشریف فرما تھے اور دجال کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ ایسا ہے، ایسا ہے، اس سے دوستوں کو خوف لاحق ہوا۔ آپ نے فرمایا:

لا تخافوا ان کنت فیکم اکفیکم وان لم اکن فیکم فاللہ خلیفتی علیکم۔

تم مت اس سے ڈرو۔ اگر میں تم میں ہوا تو میں تمہارے لئے کافی ہوں گا اور اگر میں تم میں نہ ہوا تو اللہ تمہارے اوپر میرا خلیفہ ہے۔

اور یہ بھی آیا ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحلت کا وقت قریب آیا تو اصحاب نے عرض کی

استخلف علینا یارسول اللہ۔

یارسول اللہ آپ ہمارے اوپر کسی کو خلیفہ بنائیں۔ آپ نے فرمایا:

فاللہ خلیفتی من بعدی

(میرے بعد خلیفہ اللہ ہے)

اور اگر موسےٰ علیہ السلام کے عصا کو سانپ بنایا کہ وہ جادوگروں کے تمام عصاؤں اور رسیوں کو بیک لقمہ نگل گیا اور جادوگروں کو اس نے موسیٰ علیہ السلام کا مسخر اور تابع کیا کہ وہ سجدے میں گر گئے۔ تو مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی کھجور کی ایک شاخ کو یہ کرامت مرحمت فرمائی کہ جب آپ نے اس سے بتوں کو اشارہ کیا تو سارے بت منہ کے بل گر گئے۔ اور سجدے میں پڑ گئے۔ عقل والے حیوان کے سجدہ کرنے سے جماد اور بے روح چیز کا سجدہ کرنا بہت عجیب ہے۔ اگر موسےٰ علیہ السلام پر بیک وقت چار سو جادوگر ایمان لائے

تو مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر مقام منا میں بیک وقت بارہ ہزار کافر ایمان لاتے۔ اگر اللہ تعالےٰ نے موسےٰ علیہ السلام کو یہ بزرگی عطا کی ہے کہ وہ اپنی قوم کو لے کر دریا سے گذر گئے اور پانی نے ان کو ضرر نہ پہنچایا، تو مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان کمال یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کے امتی اور غلام دوزخ کی آگ کے اوپر سے گذریں گے تو ان کا دامن جو پسینہ سے گیلا ہوگا وہ تک خشک نہ ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا

یمر طائفۃ من امتی علی الصراط و ثیابہم ندیۃ من العرق

میری امت کا ایک طائفہ صراط پر اس حال میں گذرے گا کہ ان کے کپڑے پسینہ سے تر ہوں گے۔

اور اگر موسےٰ کے عصا میں جادوگروں کے عصا اور ان کی رسیاں ناپید ہوگئیں تو شانِ مصطفےٰ یہ ہے کہ قیامت کے دن گنہگارانِ امت کے بےحد وحساب گناہ آپ کی شفاعت میں ناپید ہوجائیں گے۔ اگر موسےٰ علیہ السلام نے عمر میں حق تعالےٰ کے ساتھ دو بار کلام کیا ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان ملاحظہ کیجیے کہ آپ کو رات دن میں پانچ بار حق تعالےٰ کے ساتھ مناجات کا شرف حاصل رہا ہے۔ موسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مناجات کے لئے جگہ مخصوص تھی مگر اس کے بالمقابل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ امت کی شان یہ ہے کہ ان کی مناجات کیلئے کوئی جگہ مخصوص نہیں جہاں چاہیں مناجات کریں۔ جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

جعلت لی الارض مسجدا

اللہ تعالےٰ نے میرے لئے ساری زمین کو نماز کے لئے صحیح ہونے کے لئے مسجد کا حکم دے دیا۔ اگر موسےٰ علیہ السلام کا ید بیضا تھا تو حضور علیہ السلام کا نفس تشریف بھی ید بیضا کا حکم رکھتا ہے یہاں تک کہ آفتاب کو موسےٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر غلبہ نہیں تھا ایسے ہی اس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پر بھی غلبہ نہیں تھا۔

قوم جنات کے بزرگ شاعر جناب عمرؓ کی کہی ہوئی

نعت شریف

وَارْحَلْ قُلُصًا يَقْدِمْنَ عَلٰى — رَءُوْفٍ فَتُزَاحُ بِهِ الْكُرَبُ

تو اپنی اونٹنیوں کو کوچ کے لئے ہانک تاکہ وہ اُس دلبر دلنواز محمد عربی
کے قدموں میں جا پہنچیں وہ جس کے ذریعہ سب دکھ درد مٹ جاتے ہیں

فَالْخَلْقُ اِلَيْهِ جَمَاعَتُهُمْ — تُحْدٰى بِهِمْ فُسُحٌ نُجُبٌ

تمام مخلوق کے لوگ گروہ گروہ جس کی طرف چلے جا رہے ہیں اور ایسی اونٹنیوں
کو حدی پڑھتے ہوئے لئے جاتے ہیں جو چوڑے سینے والی اور منتخب ہیں

بُعُعٌ كُنُعٌ وُقُعٌ صُمُعٌ — قُطُعٌ كُمُعٌ طُمُعٌ اُلُبٌ

جہاز کے مانند سامان سے بھری ہوئی چلی جا رہی ہیں۔ ستارے کی طرح
غروب ہوتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ جنگ آزمودہ ہیں۔ چھوٹے کان والی ہیں
جلد جلد مسافت طے کرنے والی ہیں۔ سفر کی بہت ہی شائق ہیں۔ ہمہ تن
رفتار ہیں۔

فَاَنِخْ بِنَبِيِّ اِلٰهِ الْخَلْقِ — اَتَتْ بِفَضَائِلِهِ الْكُتُبُ

ٹھہر ٹھہر اے مسافر! ٹھہر قافلہ کے اونٹوں کو بٹھا دے اور پیغمبر خدا کی خدمت میں
حاضر ہو جس کے فضائل میں بہت سی کتابیں آئی ہیں۔

فَهَدَيْتَ فَاَنْتَ جَلَوْتَ عَمًا وَاَضَاءَ بِذَاكَ لَنَا السَّبَبُ

اے ہمارے محبوب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم! تو نے ہدایت کر کے اندھوں کی آنکھیں کھول دیں اسی لیے حقیقت اور کامیابی کے راستے روشن ہوئے۔ دروازے کھل گئے۔

وَاِلَيْكَ رَحَلْتُ مَغَاقَ اُوْلِی كُتُبٍ وَمَعَاشِرَ قَدْ ذَهَبُوْا

اے میرے آقا! میں بھی حاضرِ دربار ہوا ہوں اے مولا! تو تمام گذشتہ کتب و ہدایت والوں کا سرتاج ہے۔

فَاللهُ هَدَاكَ وَاَنْتَ هَدَيْتَ فَدَلَّ بِمِلَّتِكَ النُّصُبُ

خدا نے تجھے ہدایت دی ہے اور تو سب کا ہادی ہے تیرے دین کے آگے تمام بت سرنگوں ہو گئے ہیں۔

فَصَلوٰةُ اِلٰهِ الْخَلْقِ عَلَيْكَ
وَجَادَ فَمَلَّكْتِ السَّكَبُ

تجھ پر اللہ تعالیٰ کا درود و سلام اور تیرے روضۂ مبارک پر رحمتِ الٰہی کی موسلادھار بارش ہو۔

افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ

"وہ رسول ہیں کہ ہم نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی، ان میں سے کوئی وہ ہے جس سے اللہ نے کلام کیا اور بعض ان کا وہ ہے جس کو تمام درجات دے کر اس کا مقام سب سے اونچا کر دیا۔"

وہ رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے سوائے الوہیت کے رسالت کے تمام درجات عطا کئے اور آپ اتنے اونچے مقام پر متمکن ہوئے کہ آپ کی شان کی گرد کو بھی کوئی نہیں پا سکتا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسٰی علیہ السلام تک جتنے نبی اور رسول دنیا میں تشریف لائے ان سب سے اعلیٰ و افضل، سب کے سردار آپ ہی ہیں

جب اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ عالم اور کشتِ کون و مکاں عدم سے وجود میں لانے کا ارادہ کیا تو سب سے اول اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور پیدا کیا اور سارے جہان کو آپ کے نور سے خلعتِ وجود عطا کی جو انبیاء و رسل آپ سے قبل تشریف لائے وہ آپ کی آمد کی بشارت اہلِ زمانہ کو دیتے چلے آئے اور آپ کی فضیلت و عزت اور عظمت کا خطبہ سناتے رہے۔

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بہت پڑھتے تھے اور اپنی اولاد کو بھی حکم دیتے کہ وہ آپ پر درود شریف بہت پڑھا کریں۔

حضرت شیث علیہ السلام جو حضرت آدم علیہ السلام کے صلبی صاحبزادے ہیں پوچھا کہ آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بہت پڑھتے ہیں اور ان کو اپنے سے افضل بتاتے ہیں۔ حالانکہ آخر زمانہ میں آپ کے ابناء اولاد سے ہوں گے اور بیٹا باپ سے افضل نہیں ہوتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا تو نہیں جانتا کہ یہ راز کیا ہے، آئیں تمہیں بتاؤں کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) باعتبار صورت اور جسدِ خاکی کے میرا بیٹا ہے اور میں اس کا باپ ہوں،

اور باعتبار معنی اور حقیقت کے محمد میرا باپ اور میں اس کا بیٹا ہوں اس لئے کہ رب تعالیٰ نے تمام کائنات سے قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا اور پھر اس نور سے آدم کو اور تمام کائنات کو پیدا کیا۔ اور جو معنوی اور روحانی باپ ہوتا ہے وہ جسمانی اور صوری باپ سے افضل ہوتا ہے۔ جسطرح روح کو جسم پر فضیلت ہے اسی طرح روح کی منسوبات بھی جسم کی منسوبات سے افضل ہوں گی :

وانی وان کنت ابن آدم صورۃً
فلی فیہ معنیً شاھدٌ بابوتی

حضور علیہ السلام نے فرمایا : بظاہر اگرچہ میں آدم کا بیٹا ہوں لیکن مجھ میں ایک ایسا معنیٰ یعنی خوبی ہے جو آدم کے لئے میرے باپ ہونے کی گواہ ہے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ۔

اَنَا یَعْسُوْبُ الْاَرْوَاح
"میں تمام روحوں کی اصل ہوں ۔"

یعنی روحیں اور تمام اجسام آپکے نور شریف سے اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہیں ۔ علامہ بنانی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی کتاب فتح اللہ فی مولد خیر خلق اللہ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر میں لکھا ہے :

(ترجمہ) جب اللہ نے تمام انبیاء سے قبل اپنے حبیب لبیب کا نور پیدا کیا تو وہ عالم ملکوت میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بازوؤں سے اللہ کی مشیت اور اس کے حکم سے سیر کرتا اور گھومتا تھا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت نہ نار نہ فرشتہ نہ زمین نہ آسمان نہ سورج نہ چاند نہ جنی نہ انسی ۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ مخلوق پیدا کرے تو اس نور کے چار حصے کئے ، اس کے ایک حصہ سے قلم دوسرے سے لوح ، تیسرے سے عرش پیدا کیا ۔ چوتھے حصے کو پھر چار اجزا میں بانٹا اسکے ایک جزء سے حملۃ العرش اور دوسرے سے کرسی ۔ تیسرے سے باقی ملائکہ ۔ اس کے چوتھے کو پھر چار حصوں میں کیا ۔ اس کے ایک حصہ سے آسمان دوسرے سے زمین تیسرے سے جنت اور نار پیدا کی ۔ چوتھے کے پھر چار حصے کئے ۔ اس کے ایک حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کا نور ، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور یعنے اللہ کی معرفت جو ان کے دلوں میں ہے اور تیسرے سے اپنے انس کا نور کہ وہ توحید ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا !

اول ماخلق اللہ نوری "جو چیز اللہ نے پہلے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔"

حدیث میں ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

" اے عمر ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تو جانتا ہے

تمام انبیاء علیہم السلام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نائب ہیں

الیواقیت والجواہر ص ۲۲ جلد ثانی

فکل نبی تقدم علی زمن ظہورہ فہو نائب لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعثتہ بتلک الشریعۃ ذکر الشیخ تقی الدین السبکی۔

پس جو نبی آپ کے ظہور کے زمانہ پر مقدم ہے وہ اپنی بعثت میں اس شریعت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہے۔ ہر شریعت جس کے ساتھ کوئی نبی مبعوث ہوا حقیقت میں وہ شریعت حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ کی شریعت ہے جو اس زمانے کے تقاضوں کے مطابق اہل زمانہ کے ساتھ مخصوص ہے تمام پیغمبروں کی نیابت کی کتاب مذکور میں یہ دلیل دی گئی ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ السلام نے فرمایا اگر موسےٰ زندہ ہوتا تو اس کو چارہ نہ ہوتا میری اتباع کے بغیر اور جب عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمائیں گے تو اپنی شریعت پر جس کے ساتھ وہ مبعوث ہوتے عمل نہیں کریں گے۔ بلکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور سنت کی اتباع کریں گے ہر پیغمبر نے اپنے زمانہ میں آپ کا ذکر کیا۔ اور لوگوں کو آپ کی آخیر زمانہ میں آمد کی اطلاع دی۔ اور ان کو وصیت کی کہ تم میں جو کوئی آپ کے عہد اور زمانہ کو پائے! وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کرے۔ اور جو تم سے آپ کے زمانہ کو نہ پاتے وہ مرتے کے وقت اپنی اولاد سے یہی عہد لے۔

کہ میں کون ہوں — میں وہ ہوں جس کا نور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے پیدا کیا سب سے پہلے میرے نور نے اللہ کو سجدہ کیا اور یہ فخر نہیں"۔ پھر فرمایا :—
اے عمر! تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں؟ میں وہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو اور کرسی کو اور لوح وقلم اور ایمانداروں کے دلوں میں نورِ معرفت کو میرے نور سے پیدا کیا اور یہ فخر نہیں "۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے سوال کیا : اے جبرئیل! تیری عمر کتنی ہے ؛ جبرئیل نے عرض کی : یارسول اللہ مجھے اپنی عمر کا صحیح علم تو نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد طلوع کرتا تھا۔ میں نے اس کو بہتر ہزار بار دیکھا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا : مجھ کو اپنے رب کی عزت کی قسم ہے :

انا ذلک الکوکب : وہ ستارہ میں ہی تھا یعنی میرا ہی نور چمکتا تھا جس کو تو نے ۷۲ ہزار بار دیکھا ہے۔ (انتہیٰ)

نعت شریف

رعنا نظامی

ہر ذرّے سے پھوٹے ہیں انوار مدینے میں
فطرت کے نمایاں ہیں شہکار مدینے میں

حاضر ہو کبھی محبوب نادار مدینے میں
رہتے ہیں غریبوں کی سرکار مدینے میں

مکے میں قریش ان کی عظمت کو نہیں سمجھے
پہچان گئے رتبہ انصار مدینے میں

اک دنیا منوّر ہے انوارِ محمدؐ سے
محدود نہیں ان کے انوار مدینے میں

ہر ذرہ پیامی ہے تسکینِ دل وجان کا!
رحمت کے درخشاں ہیں آثار مدینے میں

اس رحمتِ عالم سے سیراب ہے اک دنیا
ہے رحمتِ عالم کا دربار مدینے میں

سمجھوں گا وہ اک لمحہ سب عمر کا حاصل ہے
ہو جائے گزر اپنا اک بار مدینے میں

اک بار حضور اپنے در پر جو بلا لیں گے،
مٹ جائیں گے رعنا کے آزار مدینے میں

حضور علیہ السلام نے
لفظ "کُن" استعمال کیا

اللہ تعالےٰ کی شان ہے کہ وہ جس چیز کے وجود و خلق کا ارادہ کرتا ہے۔ اس کو اپنے علم میں کہتا ہے "کُن" ہوجا فیکون پس وہ ہوجاتی ہے یہ صفت اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو بھی عطا فرمائی جیساکہ حدیث میں آیا ہے تو ابوذر ہو وہ ابوذر ہوگیا۔ کھجور کی ایک ٹہنی کو جنگ تبوک میں فرمایا تو تلوار ہوجا وہ تلوار ہوگئی۔

ایسی مثالوں کو حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خوارق عادت اور معجزات میں شمار کیا جاتا ہے۔ جب آپ صلعم کو معجزات کے ظہور کی اجازت تھی تو کُن کے استعمال کرنے کی بھی آپ کو اجازت ہوئی بلکہ اس اس عالم دنیا میں اللہ تعالےٰ نے اپنے پیارے محبوب کی امت کے تمام اولیاء کو بھی کن کے ساتھ تصرف کرنے کی امانت دی ہوئی ہے۔ مگر وہ اسکو ادبا دارِ دنیا میں استعمال نہیں کرتے۔ اس لئے کہ اس کا حقیقی اور اصلی موطن و محل دارِ آخرت ہے۔ یہاں دنیا میں وہ اس کی بجائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں۔ یعنی جو کام کُن سے لیا جا سکتا ہے وہ بسم اللہ سے لے لیتے ہیں۔

صفت تکوین حقیقتاً ظاہراً و باطناً دنیا و آخرت میں صرف اللہ تعالےٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہے اور اسکی عطا سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی امت کے لئے بھی ہے۔ اگرچہ اولیاء نے دنیا میں اس کو ارادۃً استعمال نہیں کیا۔ تاکہ تکوین ظاہراً و باطناً اللہ ہی کے لئے ہو۔

ارتحال

حضرت مولانا الحاج محمد سلیمان خاں صاحب خلیفہ مجاز جماعتی نقشبندی بروز پیر مورخہ ۷۷/۲ کو وصال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم اعلیٰحضرت قبلہ عالم کے پرانے خادموں سے تھے اور آپ حضرت کے وقائع نگاروں میں شمار ہوتے تھے۔ سفر و حضر میں اکثر آپ کو حضرت قبلہ عالم امیر ملت رضی اللہ عنہ کی رفاقت کا شرف رہا ہے۔ تقویٰ و ورع آپ کا شعار تھا۔ نہایت خلیق اور ملنسار تھے۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔

تحریر: محمد نذیر رانجھا

کا ایک درخشندہ باب

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے، تو اس وقت مدینہ میں یہودیوں کا بول بالا تھا۔ یہ یہاں کے وڈیرے تصور کئے جاتے تھے۔ مسلمانوں نے یہود سے امن کا معاہدہ کیا۔ کچھ مدت کے بعد یہودیوں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی آمد سے ہماری عزت، شہرت خاک میں ملنے لگی ہے لہٰذا وہ اسلام کی روزافزوں ترقی اور جاہ وحشمت کو دیکھ کر حسد کی آگ میں بھسم ہوگئے اور انہوں نے در پردہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانا شروع کیا۔ یاد رہے کہ عبداللہ بن ابی سلول نامی یہودی کی تحریک بھی اسی سازش کی ایک کڑی تھی اور یہ شخص اپنی مکاریوں کی وجہ سے سردار المنافقین کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا

غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو فتحیاب دیکھ کر یہودیوں کے ایک قبیلہ بنی قینقاع نے مسلمانوں کے خلاف اعلانِ جنگ کردیا اور اس کے بعد قبیلہ بنی نضیر نے بھی مسلمانوں کے خلاف بغاوت کردی۔

چنانچہ یہودیوں کی مسلسل شرانگیزیوں سے تنگ آکر مسلمانوں نے ان کے ساتھ مقابلہ کیا اور ان کو قلعہ بند کردیا۔ تھوڑی مدت نظربند رہنے کے بعد یہودیوں کا قبیلہ بنو قینقاع دیس بدر ہوکر شام کو چلا گیا — اور بنو نضیر خیبر میں جاکر آباد ہوگئے۔

قریشِ مکہ نے پہلے ہی یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ اب انھیں مزید موقع مل گیا، لھذا انہوں نے بنو قینقاع اور بنو نضیر کے علاوہ دوسرے منافقین کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا، اور یکجان ہوکر مسلمانوں کو ختم کرنے کا ارادہ کیا۔ اسطرح غزوات ذات الرقاع (مؤرخہ ۱۰ محرم ۵ھ)، دومۃ الجندل (ربیع الاول ۵ھ) اور بنی مصطلق مؤرخہ ۲ شعبان ۵ھ) اسی سازش کا نتیجہ تھے۔

مشرکین کی مکہ کو روانگی:

آخر کار ذی قعدہ ۵ھ میں تمام دشمنانِ اسلام نے اپنی پوری قوت سے اچانک مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا عزم کیا اور اس طرح ۱۲ ہزار سے زیادہ نفوس پر مشتمل ایک لشکر جرار مدینہ کی طرف بڑھا۔ قریش نے اپنی فوجوں کو تین حصوں میں تقسیم کیا۔ غطفان کی فوجیں عرب کے مشہور سردار عینیہ بن حصن فزاری کی قیادت میں تھیں۔ قبیلہ بنو اسد کی قیادت طلحہ کر رہا تھا اور ان

سب افواج کا سپہ سالار اعظم ابوسفیان تھا۔ چونکہ اس غزوہ میں عرب کے تمام قبائل اور یہود نے حصہ لیا۔ اس لئے اسے غزوہ احزاب بھی کہتے ہیں۔ احزاب حزب یعنی گروہ کی جمع ہے۔

مسلمانوں کی تیاری :

جب دشمنانِ اسلام کی اس سازش کا علم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہُوا تو آپ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا۔ اس پر حضرت سلمان فارسیؓ نے آنحضور کی خدمت میں عرض کیا کہ کھلے میدان میں لڑنا خلافِ مصلحت ہوگا۔ لہذا جس طرف سے دشمنوں کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا احتمال ہے اس طرف خندق کھود لی جائے۔ تمام صحابہؓ کرام نے بھی حضرت سلمان فارسی کی اس رائے سے اتفاق فرمایا۔

خندق کی کھدائی :

مدینہ منورہ کے تین طرف مکانات اور نخلستان تھے اور ان اطراف سے دشمن شہر میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ صرف شامی رُخ کھلا تھا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے عورتوں اور بچوں کو شہر کی محفوظ جگہوں پر بھیج دیا اور تین ہزار صحابہ کرام کو ساتھ لے کر شہر سے باہر شامی طرف میں سلع کی پہاڑی کو پس پشت رکھ کر خندق کھودنی شروع کی۔ اسی وجہ سے اس غزوہ کا نام غزوہ خندق پڑ گیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خندق کی کھدائی میں خود بھی برابر کا حصہ لیا۔ دس دس آدمیوں پر دس دس گز جگہ بانٹی گئی۔ خندق پانچ گز گہری تھی۔ ۲۴ دن مسلسل محنت کے بعد تین ہزار صحابہ کرام کے متبرک ہاتھوں سے خندق کی کھدائی کا کام مکمل ہوگیا۔

مسلمانوں کی جانفشانی :

خندق کی کھدائی میں صحابۂ کرام نے نہایت جانفشانی کا مظاہرہ کیا۔ ایک مرتبہ خندق کھودتے ہوئے ایک بڑی چٹان نمودار ہوئی۔ سب صحابہ کرام اس کو توڑنے کی سعی کرتے رہے مگر توڑ نہ سکے۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے پھاوڑے کے ایک وار سے اس چٹان کو پاش پاش کر دیا۔

فاقہ کشی

ایک دن کا ذکر ہے کہ صحابہ کرام نے اپنے پیٹ کھول کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھائے جن پر انہوں نے پتھر باندھے ہوئے تھے۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھولا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔ سبحان اللہ! خالی شکم ہوتے ہوئے بھی ان مبارک ہستیوں میں کتنی جرأت و ہمت تھی!

مدینہ کا محاصرہ

خندق کے تیار ہونے کے فوراً بعد مشرکین کا لشکر مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوا۔ کفار نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا جو تقریباً پندرہ روز تک جاری رہا۔ اہلِ مدینہ منورہ اس

محاصرہ سے بہت بے چین ہو گئے۔ رسد کی قلت کی وجہ سے مجاہدین اسلام پر مسلسل فاقے آنے لگے اسی مدت کے دوران یہود کے مدینہ میں رہ جانے والے قبیلہ بنی قریظہ نے بھی عہد شکنی کا مظاہرہ کیا اور معاہدہ توڑ کر وہ قریش مکہ سے جا ملے جو منافقین بظاہر مسلمانوں کے ہمراہ تھے انھوں نے جب یہ عالم دیکھا تو وہ بھی مسلمانوں سے علیحدہ ہو گئے۔

مشرکین خندق کو عبور نہ کر سکتے تھے لہذا انھوں نے مسلمانوں پر پتھر اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔

حضرت علی کی شجاعت :

ایک دن قریش کے کچھ سوار ایک جگہ سے خندق پار کر کے مسلمانوں کی جانب آ پہنچے ان میں عمرو بن عبدود (جو مشرکین کے خیال میں تنہا ایک ہزار بہادروں کا مقابل تصور کیا جاتا تھا) بھی شامل تھا۔ اس نے للکار کر مسلمانوں کو کہا :

"ہے جو میرے مقابلے میں آئے !"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ دیکھ کر اس کے دوسرے ساتھی بھاگ گئے۔ ابوسفیان اور دوسرے مشرکین کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔

نصرت الٰہی

آخر کار اللہ تبارک وتعالےٰ نے مسلمانوں کی بے سرو سامانی پر رحم فرمایا اور مشرکین کو ذلیل وخوار کرنے کے لئے ایک تیز طوفان ان پر مسلط کر دیا۔ جس کی وجہ سے مشرکین کے خیموں کی چوبیں اکھڑ گئیں۔ چولھوں پر پکتے ہوئے کھانے کی دیگیں الٹ پلٹ گئیں اور تمام سامان رسد ضائع ہو گیا۔

حضرت نعیم بن مسعود کی تدبیر :

قبیلہ غطفان کے رئیس حضرت نعیم بن مسعود درپردہ اسلام قبول کر چکے تھے۔ وہ مشرکین کے لشکر میں گئے اور انھوں نے قریش اور یہود کے لشکر میں ایسی باتیں کیں جن کی وجہ سے ان میں پھوٹ پڑ گئی،

ابوسفیان کی بے چارگی

ابوسفیان نے قریش مکہ سے کہا — "ہم یہاں اپنے گھروں سے باہر پڑے ہیں۔ رسد ختم ہو چکی ہے آدمی اور جانور سب تباہ اور خستہ حال ہو رہے ہیں موسم ناخوشگوار ہے۔ آندھیوں کی وجہ سے آگ جلانا اور کھانا پکانا محال ہے۔ یہود نے ساتھ چھوڑ دیا ہے لہذا ان حالات میں محاصرہ بے کار ہے "۔

یہ کہہ کر وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ واپس مکہ لوٹ گیا۔ اس کے بعد دوسرے قبائل نے بھی اپنے اپنے گھروں کی راہ لی۔ چنانچہ ایک ماہ تک مدینہ کا محاصرہ کرنے کے بعد مشرکین ناکام واپس لوٹ گئے

قرآن کریم اور غزوۂ احزاب :

اللہ تبارک وتعالےٰ نے اپنی امداد کا ذکر قرآن کریم

یں اس طرح فرمایا :

"مسلمانو! خدا کے اس احسان کو یاد کرو جبکہ تم پر فوجیں آ پڑیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور فوجیں بھیجیں جو تم کو دکھائی نہیں دیتی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کو غصہ میں بھرا ہوا واپس کیا، اور مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آئی"۔

(احزاب — ۳)

شہدائے احزاب :

اس غزوہ میں چھ مسلمان شہید ہوئے حضرت سعد بن معاذ سردار اوس بھی ان شہیدوں میں شامل تھے۔ تیر لگنے کی وجہ سے ان کی رگ کٹ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں رفیدہ انصاریہ کے خیمہ میں بھیجا جو زخموں کی مرہم پٹی کرتی تھیں مگر وہ اس زخم کی وجہ سے ایک ماہ بعد خالق حقیقی سے جا ملے۔

حضرت صفیہ کی جوانمردی :

جن قلعوں میں مسلمانوں کے بچے اور عورتیں محفوظ تھیں۔ بنو قریظہ نے اس پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ ایک نابکار سراغ لگاتے ہوئے قلعے کے دروازے پر آ پہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے دیکھا تو اوپر سے پتھر مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر اسکا سر کاٹ کر یہود کی طرف پھینک دیا۔ تاکہ انھیں تسلی ہو جائے کہ اس طرف بھی مسلمانوں کے آدمی موجود ہیں۔ اس کے بعد کسی سازشی کو ادھر آنے کی ہمت نہ پڑھی۔

متفرق واقعات :

اس غزوہ میں شدت قتال کے وقت عصر اور مغرب کی نمازیں قضا ہو گئی تھیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ظہر کی نماز بھی قضا ہو گئی تھی۔ اس سال حج فرض ہوا۔ اس کی تاریخ میں اور بھی اقوال ہیں۔ اس سال ماہ جمادی الاول میں آنحضرت کے نواسے حضرت عبداللہ بن عثمان یعنی حضرت رقیہ کے صاحبزادے فوت ہوئے اور آخر شوال میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ فوت ہوئیں اور ذیقعدہ میں حضرت زینب بن جحش آنحضرت کے عقد میں آئیں۔ اسی سال مدینہ میں زلزلہ آیا اور خسوف قمر ہوا۔ (سیرت خاتم الانبیاء)

درسِ غزوہ

یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فرماں بردار بندوں کی مدد فرماتا ہے اور باطل کو حق کے سامنے رسوا و ذلیل فرماتا ہے۔ ماخوذ : از سیرت شفیع المذنبین)

وہ دانائے سُبل مولائے کل ختم الرسل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

رعنا نظامی

عصرِ حاضر کے مسلماں سے

سوئے مغرب جا چکا ہے کارواں خورشید کا
دُور مشرق کے پہاڑوں سے ابھی ابھرے گا چاند
خود بخود دے دیں گے سنگِ راہ ہم کو راستہ
پائیں گے اک تازگی سی جسم و روحِ داغ داغ

ہاتھ سے چھوٹا نہیں دامن مگر اُمید کا
ایک ساعت میں چمک تاروں کی ہو جائیگی ماند
مہرباں دشمن بھی ہوگا بادلِ ناخواستہ
جل اٹھیں گے ہر قدم پر شادمانی کے چراغ

○

اے مکینِ گنبدِ خضرا، خدا را اک نظر
اک طرف سے لے چکے ہیں اس کو نرغے میں ہنود
وائے بدبختی کہ ہے یہ کشتۂ تدبیرِ غیر
ہو گئے بیگانۂ شرم و حیا پیر و جواں
اک طرف کھولے دہانہ آ رہا ہے سوشل اِزم
یہ نظامِ زندگی یکسر پیامِ جنگ ہے
جس جگہ بھی یہ نظامِ زندگی ہے کامیاب

آپؐ کی امت پہ آئی ہیں بلائیں ٹوٹ کر
دوسری جانب بنے دشمن نصارےٰ اور یہود
خانہ برباد اپنا اور سرگشتۂ تعمیرِ غیر
عورتوں کی طرح تن زیبی پہ مائل نوجواں
اس کی بربادی کا ساماں لا رہا ہے سوشل ازم
جبر و استبداد کا یہ اک نرالا ڈھنگ ہے
آدمی کا خوں بہتا ہے وہاں ہر رنگِ آب

○

آدمیت کا ہے گر احساس تو کمزور کو
اے مسلماں تو بھی اٹھ بیدار ہو تیار ہو
لا اِلٰہ کے سوز سے بیدار کر اپنا ضمیر
اٹھ رہے ہیں مشرق و مغرب سے بادل خوفناک
موسمِ گُل کا سویرا یک بہ یک کجلا گیا
تُو تو آیا تھا بخشنے اک زمانے کو وقار

ہے اگر ایمان کا کچھ پاس تو کمزور کو
دشمنِ دین و وطن ہیں گھات میں ہشیار ہو
تابِ اِلَّا اللہ سے کر اک جہاں کو مستنیر!
کیوں نہیں ہے اپنی بربادی کا تیرے دل میں باک
صبحِ آزادی کا سورج دیکھ تو گہنا گیا
باعثِ عبرت ہیں تیرے آج خود لیل و نہار

آتشِ ایماں رہی جب تک تیری شعلہ فشاں
شمعِ ایماں جب تلک روشن ترے سینے میں تھی
معرفت کے نور سے جب تک تو بہرہ یاب تھا
سرنگوں تھا ترے آگے چاند تاروں کا عروج
مادیت نے تری آنکھوں کو یوں چندھیا دیا
اک برائی ہے یہ طرز زندگی ہرگز نہیں

دو تند ڈالے تو نے اک ٹھوکر سے تنہا طن جہاں
مالِ دنیا کی کمی تیرے نہ گنجینے میں تھی
قلزم ذخار تیرے سامنے پایاب تھا
گرد تیرے سامنے تھا کوہساروں کا خروج
شعبدہ لادینیت کا اک تجھے دکھلا دیا
ہے یہ تاریکی سراپا۔ روشنی ہرگز نہیں

باعثِ عظمت محمد کا فقط پیغام ہے
تیرے دکھوں کا مداوا ہے تو بس اسلام ہے

سرپرست حضرات کے اسماء گرامی

★ جناب چوہدری حاجی محمد شریف صاحب ایڈووکیٹ اور میاں حاجی محمد صفدر علی صاحب ایس ڈی او لائلپور نے حضرت الحاج مولانا صوفی پیر طریقت الہ دوھایا صاحب کی توجہ گرامی اور سعی کامل سے پچاس پچاس روپے برائے امداد ماہنامہ رسالہ انوار الصوفیہ ارسال فرماتے ہیں۔ ادارہ انوار الصوفیہ ہر دو صاحبان کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے اور ان کے ساتھ جناب قبلہ حاجی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے

★ حافظ خواجدین صاحب مہتمم مدرسہ حیات القرآن لاہور =/۵۰

★ حضرت مولانا الحاج پیر سید منور حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ =/۱۰۰

★ جناب شیخ محمد کبیر بازار پار منڈی لاہور =/۵۰

نوٹ:۔
سرپرست حضرات کے لئے لازم ہے کہ عام خریداروں سے زیادہ کم از کم پچاس روپے یا اس سے زیادہ جہاں تک امکان ہو، اگرچہ بمد زکوٰۃ ہو، دیا کریں۔ سرپرست حضرات کے اسماء گرامی کے لئے رسالہ کا ایک صفحہ وقف ہوگا جس میں ہر ماہ ان کے اسماء کا اعلان کیا جائے گا۔

گوہر

قیام تعظیمی

قیام تعظیمی جو لوگ کرتے ہیں اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ مکروہ ہے یا نہیں۔ بعض نے اس حدیث سے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے کھڑے ہوں اس کے لئے آگ واجب ہوئی اور اسی طرح کئی حدیثوں سے استدلال کرتے ہوئے اسکو مکروہ کہا ہے یہاں تک کہ بعض اسکی حرمت کی طرف گئے ہیں۔ اور بہت اچھی بات وہ ہے جو قاضی ذکریا نے شرح الروض میں کہی کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ یعنی قیام تعظیمی عالموں اور نیکوں اور عادل حاکموں کے لئے مستحب ہے بلکہ واجب ہے۔ جبکہ اس کے ترک سے ظالم بادشاہوں کی طرف سے ضرر کا اندیشہ ہو اور جو کوئی اقارب واعزہ سے سفر سے واپس آئے اسکی تعظیم اور اس کے ساتھ نیکی اور احسان کرنے کے لئے قیام تعظیمی مستحب ہے اور اس کے استحباب پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انصار کو جب حضرت سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان کے پاس آتے تھے فرمانا "تم کھڑے ہو اپنے سردار کے لئے" دلالت کرتا ہے اور جو قیام منہی عنہ ہے، یعنی وہ جس سے روکا گیا ہے وہ ہے جو از راہِ ریاء و تکبر ہو۔ حضرت سعد کی حدیث کا اس پر محمول کرنا کہ وہ بیمار تھے اور مکہ میں سوار ہو کر آئے تھے آپ کا حکم قیام اس لئے تھا کہ سواری میں اترنے میں اسکی مدد کریں ظاہر کے خلاف ہے جیساکہ گزرا۔ جبکہ سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی قیام کیا ہے۔ آپ حضرت فاطمہؓ کے لئے جب وہ حاضر ہوتیں تو قیام فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے صحابہ کرام کو محض اس لئے منع فرمایا کہ وہ اسی کو سنت اور عادت نہ بنا لیں۔"

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

معاشرتی زندگی کا ہلکہ سا خاکہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس

لباس مبارک میں عام طور پر چار کپڑے ہوتے تھے۔ تہبند، کرتہ، چادر، عمامہ۔ سب کپڑے سفید ہوتے تھے صرف عمامہ سیاہ ہوتا تھا۔ سفید لباس کو پسند فرماتے تھے۔ رنگ میں صرف سبز رنگ پسند تھا۔

آپ نے خوبصورت اور قیمتی لباس بھی پسند فرمایا۔ ریشم کبھی استعمال نہیں فرمایا۔ باریک کپڑے کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔ جسم مبارک اور لباس کی صفائی کا خاص خیال فرماتے تھے۔

دندان مبارک کی صفائی کے لئے مسواک استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی استعمال کرنے کا حکم دیتے۔ آپ نے خضاب کبھی نہیں لگایا مگر دوسروں سے فرمایا اچھا خضاب مہندی اور کسم ہے۔

بستر بہت معمولی ہوا کرتا تھا۔ کبھی چمڑے کا گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے اور کبھی صرف ٹاٹ ہی ہوتا۔ اور کبھی صرف چٹائی پر سو جایا کرتے تھے۔

موجودہ طرز کا جوتا کبھی استعمال نہ فرمایا نہ اس زمانے میں رواج تھا لہذا چپل استعمال فرماتے جس میں دو تسمے لگے ہوتے۔

غذا کھانے پینے کے معاملے میں آپ نے ہمیشہ صبر و استقلال سے کام لیا۔ اور جو کچھ وقت پر موجود ہوتا آپ اسی پر اکتفا فرماتے۔ آپ ہمیشہ دستر خوان پر کھانا تناول فرماتے کھانے سے پہلے دست مبارک دھوتے جو لوگ موجود ہوتے سب کو شریک فرماتے۔ آہستہ آہستہ چبا چبا کر کھانا نوش فرماتے۔

ٹھنڈا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا۔ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے تین سانس میں اور بیٹھ کر پانی نوش فرماتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ وقت

عبادت عبادت میں گذرتا۔ نماز سب سے زیادہ محبوب تھی۔ ہر نماز تازہ وضو سے ادا فرماتے۔ نماز کو جماعت سے اور وقت پر ادا فرماتے۔ نماز میں قرأت متوسط آواز کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر فرمایا کرتے تھے۔ نماز سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر مسجد میں بیٹھتے اور لوگوں سے باتیں فرماتے۔

حضور پرنور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

کی

معاشرتی زندگی کا ہلکہ سا خاکہ

لباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک میں عام طور پر چار کپڑے ہوتے تھے ۔ تہبند، کرتہ، چادر، عمامہ ۔ سب کپڑے سفید ہوتے تھے صرف عمامہ سیاہ ہوتا تھا۔ سفید لباس کو پسند فرماتے تھے ۔ رنگ میں صرف سبز رنگ پسند تھا۔

آپ نے خوبصورت اور قیمتی لباس بھی پسند فرمایا ۔ ریشم کبھی استعمال نہیں فرمایا ۔ باریک کپڑے کو بھی ناپسند فرماتے تھے ۔ جسم مبارک اور لباس کی صفائی کا خاص خیال فرماتے تھے ۔

دندان مبارک کی صفائی کے لئے مسواک استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی استعمال کرنے کا حکم دیتے ۔ آپ نے خضاب کبھی نہیں لگایا مگر دوسروں سے فرمایا اچھا خضاب مہندی اور کسم ہے ۔

بستر بہت معمولی ہوا کرتا تھا ۔ کبھی چمڑے کا گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے اور کبھی صرف ٹاٹ ہی ہوتا ۔ اور کبھی صرف چٹائی پر سو جایا کرتے تھے ۔

موجودہ طرز کا جوتا کبھی استعمال نہ فرمایا نہ اس زمانے میں رواج تھا لہذا چپل استعمال فرماتے جس میں دو تسمے لگے ہوتے ۔

غذا کھانے پینے کے معاملے میں آپ نے ہمیشہ صبر و استقلال سے کام لیا ۔ اور جو کچھ وقت پر موجود ہوتا آپ اسی پر اکتفا فرماتے ۔ آپ ہمیشہ دسترخوان پر کھانا تناول فرماتے کھانے سے پہلے دست مبارک دھوتے جو لوگ موجود ہوتے سب کو شریک فرماتے ۔ آہستہ آہستہ چبا چبا کر کھانا نوش فرماتے ۔

ٹھنڈا پانی آپ کو بہت مرغوب تھا ۔ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے تین سانس میں اور بیٹھ کر پانی نوش فرماتے ۔

عبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زیادہ وقت عبادت میں گذرتا ۔ نماز سب سے زیادہ محبوب تھی ۔ ہر نماز تازہ وضو سے ادا فرماتے ۔ نماز کو جماعت سے اور وقت پر ادا فرماتے ۔ نماز میں قرأت متوسط آواز کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر فرمایا کرتے تھے ۔ نماز سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر مسجد میں بیٹھتے اور لوگوں سے باتیں فرماتے ۔

تبصرہ

نام کتاب : ورفعنالک ذکرک مصنف راجا رشید محمود
لکھائی چھپائی آفسٹ قیمت -/۱۲ روپے
صفحات : ۱۳۶
ٹائیٹل خوبصورت جس پر روضۂ رسول کی تشبیہ ہے۔
ملنے کا پتہ : اظہر منزل نیو شالامار کالونی نوان کوٹ - لاہور

راجا رشید محمود نعت گو شاعر ہیں۔ جب سے میں ان سے متعارف ہوا انھیں نعت ہی لکھتے پایا۔ ابتداء میں پنجابی میں طبع آزمائی کیا کرتے تھے اور مختلف رسائل وجرائد میں شائع کرواتے، بڑھتے بڑھتے آپ نے اردو میں لکھنا شروع کیا یہاں تک کہ اب آپ کا مقام یہ ہے کہ اردو میں بہت اعلیٰ اور عمدہ نفیس نعتیں لکھتے ہیں اور ملک کے تقریباً ہر اخبار اور رسالہ میں آپ کی نعتیں چھپتی ہیں اور قارئین اپنی علمی استعداد کے مطابق آپ کی لکھی ہوئی نعتوں سے استفادہ کرتے ہیں۔ اور داد تحسین دیتے ہیں۔

فنی اعتبار سے بھی آپ کی لکھی ہوئی نعتیں ان شعراء گرامی قدر سے داد تحسین حاصل کر چکی ہیں جو فن شعر وسخن میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے حال ہی میں اپنے کلام کا ایک مختصر مجموعہ زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔

کاغذ اور کتابت وطباعت اور تزئین و تحسین میں گویا نور کی تصویر ہے اور ہے بھی حقیقت کہ آپ نے اپنے کلام میں اللہ کے نور کی بہت خوبصورت تصویر کشی کی ہے۔ آپ کے اشعار میں وہ مے ہے جس سے محبان رسول سرشار ہیں۔ ردواف و قوافی اور بحور کے اعتبار سے یہ مجموعہ قابل داد ہے۔ ہر زمانہ میں عشاق رسول نے اپنے عشق کی شعروں میں ترجمانی کی ہے۔ اس زمانہ میں بھی ایسے سینکڑوں ہیں جنہوں نے اپنے علم وفہم کے اندازے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ انہیں میں سے ایک جناب راجا رشید محمود ہیں۔ کتاب کا نام بھی خوب ہے۔

نام کتاب : امام احمد رضا اکابر کی نظر میں
ناشر : مجلس رضا سرائے عالمگیر
مولف : ابو سعید زاہد القادری
قیمت درج نہیں

زیر تبصرہ کتاب میں امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کی شخصیت عظیم المرتبت پر علماء و مشائخ کی زبان وقلم سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضرت مولانا احمد رضا خاں کی تصانیف اور ان کے تفقہ فی الدین اور دیگر علوم وفنون میں جو ان کو ید طولیٰ حاصل تھا اس کو بڑی خوبصورتی سے کتابچہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس کتابچہ کے مطالعہ سے اعلیٰحضرت کی بلند پایہ شخصیت اپنے ہنر و کمال کے ساتھ قاری کے سامنے آجاتی ہے۔